© rasailojaraid.com



# بے حسّی، عام معاشرتی رویّہ

ڈاکٹر طاہر مسعود°

جن اخلاقی بیماریوں میں ہمارا معاشرہ مبتلا ہے، یوں تو وہ بے شمار ہیں، لیکن ان میں سب سے بڑی بیماری 'بے حسّی' ہے۔ صورت کچھ یوں ہے کہ ایک شخص اپنی ذات اور اپنے معاملات کے بارے میں تو بہت حسّاس نظر آتا ہے، لیکن وہی شخص دوسروں کی ذات اور ان کے مسائل کے حوالے سے بے حس اور بیگانہ ہوتا ہے۔

اس بے حسّی اور بیگانگی کے بطن سے کتنی اور بیماریاں اور امراض جنم لیتے ہیں، اس کا اندازہ ایسے شخص کو نہیں ہوسکتا۔ مثلاً اسی بے حسّی سے خودغرضی جنم لیتی ہے، ناشکرگزاری پیدا ہوتی ہے۔ اس بے گانگی سے 'احسان فراموشی' جیسے برے مرض کو بڑھاوا ملتا ہے۔ یہی بے حسّی دوسروں کو اذیت پہنچاتی ہے اور یہی بے حسّی اور لاتعلقی باہمی تعلقات میں زہر گھول دیتی ہے۔ یہ بے حسّی سنگ دلی اور شقی القلبی کی بھی ایک شکل ہے۔ اور یہ بے حسّی ہمیں پڑوسیوں، رشتہ داروں، دوست احباب اور اس سے آگے بڑھ کر معاشرے، ملک وملّت اور پھر پوری انسانیت سے بے گانہ کردیتی ہے۔

اس بے حسّی کو ہم لوگوں کے رویّوں میں چلتے پھرتے، رستے گھاٹ میں، دفتروں میں، شادی بیاہ کی تقریبات میں، بازاروں میں اور گلی محلّوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ٹریفک کے ہجوم میں جب ہر گاڑی دوسری گاڑیوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جانا چاہتی ہے۔ بسوں میں سوار ہوتے، یوٹیلیٹی بل جمع کراتے یا دکانوں میں سودا سلف خریدتے یا ہسپتال میں اپنا علاج کرنے یا اپوائنٹمنٹ لینے یا کسی تقریب میں پلیٹ تھام کر کھانا لینے میں جو کیفیت ہوتی ہے وہ بھی یہی ہوتی ہے کہ ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے

° پروفیسر، شعبہ ابلاغِ عامہ، جامعہ کراچی



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کہ اس کا کام پہلے ہو جائے، چاہے وہ بعد ہی میں آیا ہوا کیوں نہ ہو۔ سرکاری دفتروں میں، بنکوں میں، تعلیمی اداروں میں وہ ملازمین جو عوام سے رابطے (پبلک ڈیلنگ) پر مامور ہوتے ہیں ان کا رویّہ بھی عام طور پر بے حسّی کا ہوتا ہے۔ وہ آنے والے ضرورت مند کو ٹال دیتے ہیں، کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اگلے دن آنے کا کہہ دیتے ہیں۔ کسی دفتر میں کسی کلرک یا افسر کا رویّہ خوش اخلاقی اور تعاون کرنے والا ہو تو حیرت ہوتی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ یہ فرشتۂ رحمت کہاں سے آ گیا۔

اس کے برعکس آپ یورپ کے کسی ملک یا امریکا چلے جایئے تو صورت حال بالکل برعکس ملے گی۔ اس کا مجھے ذاتی تجربہ ہے۔ کئی سال پہلے میں نیویارک ایئرپورٹ پر اترا، مجھے ڈیٹرائٹ کی فلائٹ لینی تھی۔ کاؤنٹر پر پہنچا تو وہاں بیٹھی ہوئی خاتون نے مسکرا کر استقبال کیا، نہایت مستعدی سے میرا ٹکٹ بنایا۔ اسی دوران اس نے مجھ سے پوچھا کہ میرا سامان کہاں ہے؟ میں نے فرش پر رکھے ہوئے اپنے بھاری سوٹ کیس کی طرف اشارہ کیا۔ خاتون تیزی سے اپنی کرسی سے اتری اور کاؤنٹر کے باہر آ کر اس نے میرا سوٹ کیس اٹھا کر وزن کرنے والی مشین پر رکھا۔ اس کا ٹیگ اور ٹکٹ میرے حوالے کر کے ایک بار پھر خوش اخلاقی سے مسکرا کر Thank you اور Have a nice journey کہہ کر مجھے رخصت کیا۔ کیا اس مہذّبانہ اور مہربانی کے روّیے کا ہم اپنے ملک میں تصوّر کر سکتے ہیں؟

عوام سے رابطے کے کام پر جو شخص بھی مامور ہوتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ جو لوگ قطار باندھے سامنے کھڑے ہیں، وہ صرف اسے پریشان کرنے آئے ہیں۔ لہٰذا اوّل تو اس کا موڈ خوش گوار نہیں ہوتا، تیوریاں چڑھی ہوتی ہیں، آواز میں ملائمت مفقود ہوتی ہے، اکثر تو صریحاً بداخلاقی اور بدمزاجی پر اترے ہوتے ہیں۔ کسی دفتر میں چلے جایئے افسر موصوف کا دروازہ بند ملتا ہے۔ چپراسی کو ہدایت ہوتی ہے کہ ہر آنے والے سے کہہ دے کہ صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں، جب کہ اندر صاحب کسی دوست کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہوتے ہیں۔ فرض کیجیے میٹنگ ہو رہی ہے تو کیا میٹنگ کا وقت دوپہر کے بعد نہیں رکھا جا سکتا۔ جب لوگوں کی شکایات سننے یا دُور کرنے کی ذمّہ داری آپ کے پاس ہے تو آپ انھیں کیوں انتظار کراتے ہیں؟ یہ ساری چیزیں بے حسّی اور بے گانگی کا نتیجہ ہیں۔ اس طرح کے روّیے کا مظاہرہ کرنے والا کبھی نہیں سوچتا کہ اگر اس شخص کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جگہ' 'میں ہوتا تو مجھ پر کیا گزرتی''۔

دفتروں میں چھوٹے ملازمین کے ساتھ بڑے افسران کا رویہ صریحاً غیرانسانی ہوتا ہے۔ ہر دفتر میں صاحب کو چپراسی کو طلب کرنے کے لیے ایک گھنٹی دے دی جاتی ہے جو سارا دن چیختی رہتی ہے اور ہر گھنٹی کی پکار پر چپراسی کو چشم زدن میں صاحب کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ صاحب کو ایک گلاس پانی بھی پینا ہو، تو اس کے لیے بھی وہ چپراسی ہی کو حکم دیتا ہے۔ اسی ملک میں ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں، جہاں افسرانِ بالا کو' کالنگ بیل' سے محروم کر کے اس کا عادی بنادیا گیا ہے کہ چائے پینی ہو یا پانی، فائل اپنے کمرے سے دوسرے کمرے میں پہنچانا ہو، یا کسی ماتحت کو کوئی ہدایت دینی ہو، یہ کام انھیں خود ہی انجام دینے ہیں۔ کوئی چپراسی یا خدمت گاران کے حوالے نہیں کیا جاتا۔

گھروں کے اندر دیکھ لیجیے بیوی، بہن یا بیٹی وہ باپ، شوہر یا بھائی کی ایک طرح سے خدمت گزار ہوتی ہیں۔ ناشتہ کھانا تیار کرنے، برتن سمیٹنے اور دھونے سے لے کر گھر کی جھاڑ پونچھ تک جملہ ذمہ داریاں ان ہی کی ہوتی ہیں۔ بعض صورتوں میں کپڑے استری کرنا اور مردوں کے جوتے پالش کرنا بھی ان ہی کے ذمے ہوتا ہے۔ آنے والے مہمانوں کی تواضع، بچّوں کی تعلیمی ذمّہ داریوں اور سودا سلف لانے کا بوجھ بھی ان ہی کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اگر عورت ملازمت کر رہی ہو تو بھی اسے گھر کی ذمّہ داری سے نجات پھر بھی نہیں ملتی۔ اسے دوہرا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ مرد حضرات خواہ شوہر ہوں یا باپ، بھائی یا بیٹا، گھر کی عورت کے لیے بالعموم بے حسّی کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ عورت صنفی اعتبار سے کمزور واقع ہوئی ہے، وہ اس پر رحم نہیں کرتے، ترس نہیں کھاتے۔ ایک مرتبہ کسی طالبہ نے مجھ سے کہا تھا کہ سر! مجھ پر تین ذمّہ داریاں ہیں: تعلیمی ذمّہ داری، دفتری ذمّہ داری اور گھر کی ذمّہ داری۔ جب میں یونی ورسٹی سے دفتر اور دفتر سے گھر جاتی ہوں تو تھک کر چور ہو جاتی ہوں۔ پھر بھی مجھے بھائیوں کے لیے کھانا تیار کرنا ہوتا ہے کہ امّی بیمار رہتی ہیں۔ اگر کھانا ٹھنڈا ہو جائے تو حکم ملتا ہے کہ کھانا گرم کر کے دو۔ کھانا من پسند نہ ہو تو اس پر الگ باتیں سننی پڑتی ہیں۔ اسے آپ کیا کہیں گے؟ بے حسّی اور سنگ دلی کے علاوہ اس روّیے کو کیا نام دیا جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



آپ کسی دکان پر خریداری کے لیے فٹ پاتھ کے ساتھ گاڑی پارک کرتے ہیں، واپسی پر آپ دیکھیں گے کہ آپ کی گاڑی کے پیچھے کوئی موٹر سائیکل کھڑی ہے یا کسی دوسرے نے اپنی گاڑی کھڑی کردی ہے حالاں کہ آس پاس جگہ موجود تھی۔ آپ کی گاڑی کا راستہ روکنا ضروری نہ تھا لیکن بے حسّی اور دوسروں کی اذیّت سے بے گانگی کا رویّہ ہی ہے جو ایسے نامعقول، اور تکلیف دہ کام کراتا ہے۔

شادی بیاہ کی تقریبات ہی کو دیکھ لیجیے کہ کراچی میں کوئی تقریبِ شادی مہمانوں کو اذیّت دیے بغیر انجام پذیر نہیں ہوتی۔ بارہ بجے بارات اور ساڑھے بارہ بجے عشائیہ اور ایک ڈیڑھ بجے رات گھر واپسی۔ میزبان یہ سوچنے کی زحمت تک نہیں کرتے کہ جن مہمانوں کو پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرنی ہے، ان کی واپسی رات گئے گھر تک کیسے ہوگی؟ یہ بھی بے حسّی کا ہی معاملہ ہے۔ پھر عشائیے کے وقت 'کھانا کھُلنے' کا اعلان ہوتے ہی کھانے کی میز پر جو بھگدڑ مچتی ہے، جس طرح ہر شخص دوسرے کو دھکیل کر خود پہلے کھانا لینے کے لیے ٹوٹتا ہے اور پھر پلیٹ میں جس طرح کھانا بھر لیتا ہے۔ اس سے بہت کم غذا میں اس کا پیٹ بھر سکتا ہے، یہ جاننے کے باوجود زائد کھانا لے کر اسے بے دردی سے ضائع کرنا کیا اس روّیے کو ہم بے حسّی کا نام نہیں دیں گے؟ یہ بے حسّی اور بے دردی ہی نہیں بدتہذیبی بھی ہے۔ خصوصاً اس وقت جب ایسا کرنے والے ماشاءاللہ تعلیم یافتہ بھی ہوں۔

بے حسّی، سنگ دلی، بدتہذیبی اور اذیّت دہی کے یہی وہ روّیے ہیں جس نے آج ہمارے معاشرے میں رہنے سہنے اور زندگی گزارنے کو ناقابلِ برداشت بنا دیا ہے۔ ایسے افراد جو اس اجتماعی روّیے کے برعکس مہذّب اطوار کے مالک ہوتے ہیں، دوسروں کے ساتھ خوش خلقی اور مدد کرنے کا رویّہ اپناتے ہیں، انکسار اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ انھیں اکثر انھی کے دوست احباب اور شناسا اپنے مقاصد کے لیے 'استعمال' کرتے ہیں اور پھر کام نکل جانے پر اس طرح ہو جاتے ہیں جیسے یہ تو ان کا حق تھا۔ احسان کا بدلہ احسان سے دینے کے بجائے احسان فراموشی سے دیا جاتا ہے۔ اب تو معاملہ یہاں تک آ پہنچا ہے کہ جس کے ساتھ نیکی کا معاملہ کیجیے وہی آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتا ہے۔ مُحسن کشی کا یہ رویّہ بھی بے حسّی ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ احسان کرنے والے کے احسان کا احساس ہی جب دل سے نکل جائے تبھی آدمی اپنے محسن کو تکلیف پہنچا سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اور یہ بھی بے حسّی ہی ہے کہ آدمی اپنی بے حسّی کو محسوس ہی نہ کرسکے۔ کبھی اپنا جائزہ ہی نہ لے پائے کہ اس کا طرزِ عمل اکثر صورتوں میں دوسروں کے لیے کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ یہی بے حسّی ہے کہ ہم اپنی تکلیف کے اسباب خود اپنے اعمال اور اپنے روّیے اور اپنی ذات میں تلاش نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو اس کا ذمّہ دار ٹھیرا کر خود کو مظلوم سمجھتے رہتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ تمھیں جو بھی تکلیف یا رنج پہنچتا ہے وہ تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اس لیے بیماری ہو، کاروبار میں گھاٹا ہو، نوکری چاکری میں پریشانیاں ہوں یا اسی طرح کے اور مسائل اور الجھنیں ___ ان کا باطنی سبب یہی ہماری ذات سے دوسروں کو پہنچنے والی تکلیف اور اذّیتیں ہیں جس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی۔

آج ہمارے معاشرے میں جو عمومی بے سکونی، عدم تحفّظ کا احساس جیسی طرح طرح کی بلاؤں کی وجہ سے ہمہ وقت جو موت کا وحشت ناک رقص جاری ہے اس کی ذمّہ داری ویسے تو ہم جس پر چاہیں ڈالیں، ورنہ حقیقتاً اس کے ذمّہ دار ہم لوگ خود ہیں۔ ہماری بے حسّی اور بیگانگی کا رویّہ ہے کہ ہم ہر ظلم اور بہیمیت کو، سنگ دلی اور بے رحمی کے واقعات کو یہ سوچ کر نظر انداز کردیتے اور بھول جاتے ہیں کہ اس کے شکار ہم نہیں دوسرے ہیں۔ بے شک اس وقت دوسرے ہیں لیکن یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کل کلاں کو ہماری باری بھی تو آسکتی ہے، اور ضرور آئے گی، اور آتی ہے لیکن پھر بھی ہم نہیں سمجھ پاتے کہ یہ اپنا ہی بویا ہے جسے ہم کاٹ رہے ہیں۔

اپنی بے حسّی سے واقف ہونا، یہ جان جانا کہ ہم بے حس ہیں، یہی اس کا علاج ہے۔ بے حسّی غفلت اور بے خبری سے پیدا ہوتی ہے۔ جو آدمی اپنے مرض سے آگاہ ہوجاتا ہے، وہ اپنا معالج خود بن سکتا ہے۔

بے حس آدمی اگر اپنی بے حسّی سے واقف ہوکر اپنے روّیے کو درست کرنا چاہے تو اس کا آسان علاج یہ ہے کہ ہم دوسروں کی ذات اور مسائل کو اہمیت دینے لگیں۔ دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور مہربانی سے پیش آنا، دوسروں کے کام آنا، ان کی پریشانیوں میں مددگار رہنا، دوسروں سے محبت اور التفات برتنا ___ یہی ہے بے حسّی کا علاج جس میں فرد کی بھی نجات ہے اور معاشرے کی بھی!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



دو نئے تحفے

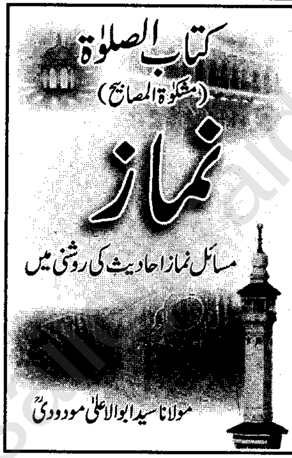


قیمت -/350

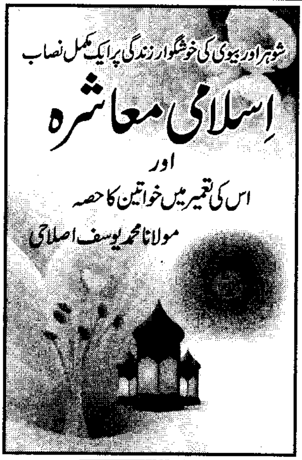


قیمت -/200

البدر پبلی کیشنز

23۔ راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور

Ph: 042-37225030 / 37245030
Mob: 0333-4173066 / 0300-4745729

بہترین کتب

ڈاکٹر محمود احمد غازی

| | |
|---|---|
| محاضرات قرآنی | -/400 |
| محاضرات سیرت | -/600 |
| محاضرات حدیث | -/500 |
| محاضرات فقہ | -/500 |
| محاضرات شریعت | -/500 |
| محاضرات معیشت و تجارت | -/500 |

رائے خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ

| | |
|---|---|
| فلسفہ سائنس اور قرآن | -/350 |
| سیرت کا ایک معطر جھونکا | -/200 |
| آب زم زم (یحییٰ حمزہ کوشک) | -/150 |
| اسلام میں عبادت کا حقیقی مفہوم | -/220 |
| میری آخری سانس | -/60 |

| | |
|---|---|
| فقہ السنہ (محمد عاصم الحداد) | -/450 |
| سفرنامہ ارض القرآن (رنگین) | -/600 |
| بیت اللہ کعبہ شریف (حکیم احمد بن حاجی کرم الدین) (قدیم حرم شریف کی عہد بہ عہد توسیع اور تعمیر) (20X30 جسامت) (آرٹ پیپر رنگین) | -/2500 |
| حجاز ریلوے حجاز ترک اور شریف مکہ | -/250 |

نعیم صدیقیؒ

| | |
|---|---|
| محسن انسانیت ﷺ | -/480 |
| سید انسانیت ﷺ | -/150 |
| رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ | -/210 |
| نور کی ندیاں رواں (نعتیہ کلام) | -/600 |
| تحریکی شعور | -/220 |
| افشاں (نظموں کا مجموعہ) | -/125 |
| شعلہ خیال باضافہ شعاع روزن | -/75 |
| اقبال کا شعلہ نوا | -/120 |
| شعاع جمال (غزلیں) | -/130 |
| عورت معرض کشمکش میں | -/250 |
| معرکہ دین و سیاست | -/80 |
| انوار و آثار | -/90 |
| تعلیم کا تہذیبی نظریہ | -/500 |
| ٹھنڈی آگ (افسانے) | -/200 |
| تعمیر سیرت کے لوازم | -/21 |
| اپنی اصلاح آپ | -/21 |
| بیمہ زندگی | -/18 |

الفیصل ناشران و تاجران کتب

Gazni Street Urdu Bazar, Lahore.
Phone: 37230777 -37231387
www.alfaisalpublisher.com.pk
E-mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

© rasailojaraid.com